دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُرشوکت اعلان

از

سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُر شوکت اعلان

(تقریر فرمودہ ۲۰ ؍فروری ۱۹۴۴ء بمقام ہوشیار پور)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اِس سے پہلے کچھ قرآنی اَدعیہ پڑھوں گا۔ ہماری جماعت کے احباب آہستہ آہستہ اپنے منہ میں یعنی زیادہ بلند آواز سے نہیں بلکہ آہستگی سے میرے ساتھ وہ دعائیں پڑھتے جائیں۔

۱۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا‌ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا‌‌ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ‌ۚ وَاعۡفُ عَنَّا وَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا‌ ۚ اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۔[1]

۲۔ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ وَاتَّبَعۡنَا الرَّسُوۡلَ فَاكۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰهِدِيۡنَ ۔[2]

۳۔ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِىۡۤ اَمۡرِنَا وَ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۔[3]

۴۔ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىۡ لِلۡاِيۡمَانِ ۔[4]

۵۔ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىۡ لِلۡاِيۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا ۔[5]

۶۔ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىۡ لِلۡاِيۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَكَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ۔[6]

۷۔ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔[7]

۸۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔[8]

یہ اللہ تعالیٰ کی وہ دعائیں ہیں جن میں انبیاء اور ان کی ابتدائی جماعتوں کے لئے خدا نے ایک طریقِ راہ بیان فرمایا ہے۔ اِس کے بعد میں قرآنی الفاظ میں ہی اپنے ربّ کو مخاطب کر کے اُس کے حضور نذرِ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ دوست بھی اِن الفاظ کو دُہراتے جائیں۔

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ [9]

جیسا کہ آپ لوگوں نے سنا ہے آج سے پورے ۵۸ سال پہلے جس کو آج ۵۹ واں سال شروع ہو رہا ہے ۲۰ رفروری کے دن ۱۸۸۶ء میں اِس شہر ہوشیار پور میں اِس مکان میں جو کہ میری انگلی کے سامنے ہے ایک ایسے مکان میں جو اُس وقت طویلہ کہلاتا تھا جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ رہائش کا اصلی مقام نہیں تھا بلکہ ایک رئیس کے زائد مکانوں میں سے وہ ایک مکان تھا جس میں شاید اتفاقی طور پر کوئی مہمان ٹھہر جاتا ہو یا وہاں انہوں نے سٹور بنا رکھا ہو یا حسبِ ضرورت جانور باندھے جاتے ہوں، قادیان کا ایک گمنام شخص جس کو خود قادیان کے لوگ بھی پوری طرح نہیں جانتے تھے، لوگوں کی اِس مخالفت کو دیکھ کر جو اسلام اور بانی اسلام سے وہ رکھتے تھے اپنے خدا کے حضور علیحدگی میں عبادت کرنے اور اُس کی نصرت اور تائید کا نشان طلب کرنے کے لئے آیا اور چالیس دن لوگوں سے علیحدہ رہ کر اُس نے اپنے خدا سے دعائیں مانگیں۔ چالیس دن کی دعاؤں کے بعد خدا نے اُس کو ایک نشان دیا۔ وہ نشان یہ تھا کہ مَیں نہ صرف اِن وعدوں کو جو میں نے تمہارے ساتھ کئے ہیں پورا کروں گا اور تمہارے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا بلکہ اِس وعدہ کو زیادہ شان کے ساتھ پورا کرنے کے لئے مَیں تمہیں ایک بیٹا دوں گا جو بعض خاص صفات سے متّصف ہوگا۔ وہ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا، کلامِ الٰہی کے

معارف لوگوں کو سمجھائے گا، رحمت اور فضل کا نشان ہوگا اور وہ دینی اور دُنیوی علوم جو اسلام کی اشاعت کے لئے ضروری ہیں اُسے عطا کئے جائیں گے۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ اُس کو لمبی عمر عطا فرمائے گا یہاں تک کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

یہ اعلان بانی سلسلہ احمدیہ نے یہاں سے کیا اور اُس وقت کیا جبکہ وہ ابھی بانی سلسلہ نہیں تھے اور جماعت احمدیہ کی ابھی بنیاد بھی نہیں پڑی تھی۔ قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھی اور اَب بھی وہ ہوشیار پور سے ایک تہائی ہے۔ ہوشیار پور کی آبادی چالیس ہزار ہے اور قادیان کی آبادی چودہ پندرہ ہزار لیکن جس وقت وہ یہاں آئے ہیں اُس وقت قادیان کی آبادی ۱۸ سَو کس کی تھی اور دُنیوی وجاہت کا جہاں تک تعلق ہے اِس کے لحاظ سے آپ کو کسی قسم کی عزت حاصل نہیں تھی۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کا خاندان ایک معزز زمیندار خاندان تھا اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ سلطنت مغلیہ کے عہد میں اِس خاندان کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کے عہد میں بھی اِس خاندان کے بعض افراد کو معزز عہدے حاصل رہے ہیں لیکن اِس زمانہ میں یہ خاندان اپنی قدیم عزت کو کھو چکا تھا اور بعض وجوہ سے اِس کی جائداد کا اکثر حصہ ضبط ہو چکا تھا۔ پس اِس زمانہ میں دُنیوی لحاظ سے اِس کی حیثیت ایک معمولی زمیندار کی سی تھی اور پھر اِن کو اپنی عزت بڑھانے کا کوئی شوق بھی نہیں تھا۔ باپ نے انہیں بار بار توجہ دلائی کہ وہ مستقل طور پر کوئی ملازمت اختیار کرلیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ ایسا شخص اُس زمانہ میں یہ اعلان کرتا ہے کہ میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دنیا میں اسلام کو پھیلائے گا اور پھر میرے کام کو لمبا کرنے کے لئے مجھے ایک خاص بیٹا عطا فرمائے گا کیونکہ یہ زمانہ بہت بڑے مفاسد کا ہے اور اِن مفاسد کی اصلاح کے لئے ایک لمبے عرصہ کی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اَب وہ زمانہ نہیں رہا جبکہ جنگ اور قتال سے فیصلہ ہو جاتا تھا بلکہ اَب دلائل اور لمبی بحثوں کے بعد فیصلہ ہوتا ہے اور یہ کام ایک طویل عرصہ چاہتا ہے۔ پس چونکہ موجودہ زمانہ کی اصلاح ایک لمبے عرصہ کی متقضی تھی اِس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ وہ آپ کو ایک بیٹا عطا فرمائے گا اور جیسا کہ بعض دوسری خبروں میں اِس کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی بتایا کہ وہ لڑکا ۹ سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا، تمہارا جانشین ہوگا اور اِن صفات سے متصف ہوگا۔

یہ خبر ایسی زبردست ہے کہ کوئی شخص جو اپنے دل میں دیانت کا مادہ رکھتا ہو اِس کے پورے ہونے سے انکار نہیں کر سکتا اور اُسے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ خبر خدا کی طرف سے ہی تھی کسی انسان کی طاقت میں نہیں تھا کہ وہ ایسی خبر دے سکتا۔

اوّل تو کوئی کہہ نہیں سکتا کہ وہ خود بھی زندہ رہے گا یا نہیں۔ پھر اگر وہ زندہ بھی رہے تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ اِس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ پھر اگر بیٹا پیدا ہو تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ضرور زندہ رہے گا اور لمبی عمر پائے گا۔ پھر اگر وہ خود بھی زندہ رہے اور اُس کا بیٹا بھی زندہ رہے تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ کسی زمانہ میں اُسے اتنی عزت حاصل ہو جائے گی کہ اُس کے جانشین مقرر ہوا کریں گے۔ پھر اگر کسی کو ایسی عزت مل بھی جائے کہ اُس کے جانشین مقرر ہوا کریں تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اُس کا بیٹا ضرور جانشین ہوگا۔ پھر اگر کسی کا بیٹا جانشین بھی ہو جائے تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اُس سے برکت حاصل کریں گی۔ غرض اِس پیشگوئی پر جس قدر غور کیا جائے اُتنی ہی اِس کی عظمت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے اور انسان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ ساری باتیں ایسی ہیں جن کو پورا کرنا کسی انسان کی طاقت میں ہرگز نہیں تھا۔

کون شخص ہے جو کہہ سکے کہ میں اتنا عرصہ ضرور زندہ رہوں گا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ میرے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ وہ بیٹا ۹ سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ کسی زمانہ میں مَیں اتنی عظمت حاصل کرلوں گا کہ دنیا میں میرے جانشین مقرر ہوا کریں گے۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ میرا بیٹا ایک زمانے میں میرا خلیفہ اور جانشین ہوگا۔ پھر کون ہے جو کہہ سکے کہ میرے بیٹے کے زمانہ میں اسلام سارے جہان میں پھیل جائے گا اور اِس کے دنیا پر غالب آ جانے کے سامان پیدا ہو جائیں گے۔ یہ اتنے نشان ایک پیشگوئی میں جمع ہیں کہ کسی انسان میں طاقت نہیں تھی کہ وہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کر سکتا اور پھر دنیا میں اعلان کر کے کہہ سکتا کہ یہ پیشگوئی ایک دن ضرور پوری ہوگی لیکن یہ پیشگوئی جو آج سے اٹھاون سال پہلے کی گئی تھی پوری ہوئی اور بڑی شان اور عظمت کے ساتھ پوری ہوئی۔

۱۸۸۶ء میں جب بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ پیشگوئی شائع کی اُس وقت آپ کا کوئی مرید نہ تھا۔ آپ کی حیثیت ایک فردِ واحد کی سی تھی۔ اِس کے بعد ۱۸۸۷ء میں آپ کے ہاں ایک بیٹا

پیدا ہوا جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہو گیا۔ آپ نے اُس لڑکے کے متعلق کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں لکھا تھا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اُس سے برکت حاصل کریں گی لیکن اُس لڑکے کے فوت ہونے پر لوگوں نے شور مچا دیا کہ جس لڑکے کے متعلق اتنے بڑے دعوے کئے گئے تھے، وہ زندہ ہی نہ رہا اور آخر یہ شور اتنا بڑھا کہ وہ جو آپ کے ساتھی تھے اُن میں سے بھی بعض اُس وقت آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہ لوگ آپ کے مرید نہ تھے صرف آپ سے ملنے والے اور آپ سے حسنِ عقیدت رکھنے والے تھے لیکن اِس لڑکے کی وفات پر اُن کو بھی ابتلاء آ گیا اور وہ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ایسے نازک حالات میں جب لوگوں کے لئے ایک ابتلاء کی سی حالت تھی اور جب اپنے بھی آپ کو چھوڑ کر بھاگ رہے تھے آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت دنیا میں یہ اعلان فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تو لوگوں سے بیعت لے اور ایک سلسلۂ روحانی قائم کر۔ لوگ ایسے ابتلاؤں کے وقت اِس قدر گھبرا جاتے ہیں کہ اُن کے ہوش بھی ٹھکانے نہیں رہتے مگر چونکہ وہ موعود تھا اِس لئے جب لوگ ہنس رہے تھے کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی ایسے خطرات اور انکار کے زمانہ میں اُس نے احمدیت کی بنیاد رکھی اور لوگوں سے بیعت لینے کا اعلان فرما دیا۔ یہ اعلان آپ نے ۱۸۸۸ء کے آخر میں فرمایا اور ۱۸۸۹ء میں پیشگوئی کے مطابق آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام آپ نے تفاؤل کے طور پر (کیونکہ آپ نے لکھا کہ ابھی مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اَور ہے) محمود رکھا کیونکہ اُس بیٹے کا ایک نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمود بتایا گیا تھا اور چونکہ الہام میں اُس کا ایک نام بشیر ثانی بھی رکھا گیا تھا اس لئے اُس کا پورا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا گیا۔ خدا کی قدرت ہے اتفاقاً اِس لڑکے کی جو کھلائی مقرر کی گئی وہ شدید امراض میں مبتلا تھی۔ ایسے شدید امراض میں کہ اِس کے سات آٹھ بلکہ نو بچے کچھ بچپن میں اور کچھ بڑے ہو کر سِل اور دِق سے مر گئے تھے۔ اُس عورت نے بغیر اِس کے کہ لڑکے کے والدین سے اجازت حاصل کرتی اِس کو دودھ پلا دیا۔ عموماً اِس قسم کی عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں چلی جاتی ہیں اور اِس وجہ سے کہ بچہ انہیں جلدی واپس نہ لانا پڑے اُسے دودھ پلا دیتی ہیں۔ اِس عورت نے بھی بغیر اجازت کے اِس لڑکے کو دودھ پلا

دیا اور اِس طرح دِق اور سلِ اور خنازیر کے جراثیم اِس بچے کے اندر چلے گئے ۔ چنانچہ جب وہ دو سال کا ہوا تو پہلے اُسے کھانسی ہوئی اور پھر وہ شدید خنازیر میں مبتلا ہو گیا اور کئی سال تک مدقوق و مسلول رہا مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے ذریعہ ایک بہت بڑا نشان ظاہر کرنا تھا، اِس لئے خدا نے اُس کو بچا لیا۔ لیکن خنازیر کا مرض برابر اُسے رہا بلکہ بعض دفعہ خنازیر کی گلٹیاں پھول کر گیند کے برابر برابر ہو جاتیں اور مسلسل بارہ تیرہ سال تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ڈاکٹر اور طبیب مختلف اَدویہ کی اُسے مالش کراتے اور کھانے کے لئے بھی کئی قسم کی دوائیں دیتے ۔ جب وہ لڑکا جوان ہوا تو اِس بیماری نے دوسری شکل اختیار کر لی اور اُسے سات آٹھ مہینے متواتر بخار آتا رہا۔ اطباء کہتے تھے کہ اِس کا بچنا مخدوش ہے اور اَب شاید ہی یہ جان بر ہو سکے اِس وجہ سے وہ مدرسے میں بھی پڑھ نہیں سکتا تھا۔ جب وہ مدرسے میں جاتا تو چونکہ اُس کی آنکھوں میں ککرے بھی تھے اِس لئے وہ بورڈ کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا اور اگر دیکھتا تو اُس کے سر میں درد شروع ہو جاتا اِس وجہ سے وہ پڑھائی کی طرف توجہ نہیں کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اُس کے اُستادوں نے بانی سلسلہ سے شکایت کی کہ یہ لڑکا پڑھتا نہیں ۔انہوں نے کہا یہ بیمار ہے اِس پر زیادہ زور نہ دو۔ مدرسے میں آتا رہے اور کوئی لفظ اِس کے کان میں پڑ جائے اتنا ہی کافی ہے زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ۔ یہاں تک کہ اُس نے سکول کا کوئی امتحان پاس نہ کیا۔ پرائمری میں شاید پاس ہوا ہو تو ہوا ہو اور غالباً وہ پرائمری میں بھی پاس نہیں ہوا لیکن مڈل میں وہ یقیناً فیل ہوا اور انٹرنس میں بھی یقیناً فیل ہوا۔ جب وہ انٹرنس میں پڑھتا تھا تو اُس کی لیاقت کا یہ حال تھا کہ امتحان پر جانے سے پہلے اُس نے گھر کا امتحان دیا تو TWO جو انگریزی کا ایک معمولی سا لفظ ہے اِس کو اُس نے TOW لکھ دیا اور اُستاد نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیا لفظ ہے؟ میں تو اِسے نہیں جانتا یہ اُس کی تعلیم کا حال تھا۔ پھر جب بانی سلسلہ احمدیہ فوت ہوئے تو جماعت کے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ اِن کا بھی ایک خلیفہ مقرر ہونا چاہئے جیسے اسلام کی سنت ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو خلیفہ مقرر کر دیا اور لوگوں نے سمجھا کہ وہ پیشگوئی جو ایک لڑکے کے جانشین ہونے کے متعلق تھی وہ غلط ثابت ہوئی اور خلیفہ کوئی اور شخص بن گیا۔ اِس کے بعد جماعت میں تفرقہ پیدا ہوا۔ صدر انجمن احمدیہ جو مرکزی مجلس تھی اِس کا اکثر حصہ کسی بات میں

دوسرے لوگوں سے لڑ پڑا۔ زیادہ جھگڑا یہ تھا کہ یہ نوجوان کہیں بانی سلسلہ احمدیہ کا جانشین نہ بن جائے اور انہوں نے سر سے پیر تک اُس کی مخالفت میں زور لگایا۔ یہ لوگ بڑے مشہور لیکچرار تھے اور دُور دُور تک اِن کا نام پہنچا ہوا تھا۔ اِن میں سے ایک کا نام غالباً آپ نے سُنا ہوگا خواجہ کمال الدین صاحب تھا۔ وہ جہاں جاتے اِن کے لیکچر مشہور ہو جاتے۔ انگلستان میں بھی وہ مبلّغ رہے ہیں اور ٹرکی، مصر اور افریقہ کے علاقہ میں بھی وہ پھرے اور انہیں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ دوسرے مولوی محمد علی صاحب تھے یہ اُن دنوں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کیا کرتے تھے اور اِس وجہ سے بہت مشہور تھے۔ اِسی طرح ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، یہ سب اِس لڑکے کے مخالف ہوگئے اور چونکہ یہ صدر انجمن احمدیہ کے بھی ممبر تھے اِس لئے انہوں نے پنجاب اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں دَورے کرنے شروع کر دیئے تاکہ جماعت میں اِس لڑکے کے خلاف شورش پیدا ہو جائے اور تا ایسا نہ ہو کہ یہ لڑکا خلیفہ بن جائے۔ گویا اگر اِس لڑکے کے متعلق کوئی پیشگوئی پوری ہونی تھی تو دنیا نے پورا زور لگایا کہ وہ پیشگوئی پوری نہ ہو۔ اگر وہ لڑکا چپ کر کے خلیفہ ہو جاتا جیسے پیروں میں طریق ہوتا ہے کہ باپ کے بعد بیٹا جانشین بنتا ہے تو لوگ کہتے مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی اتفاقی طور پر پوری ہوئی ہے۔ چونکہ پیروں میں قاعدہ ہے کہ بڑا مر جائے تو بیٹا خلیفہ بنتا ہے اِس لئے مرزا صاحب کی وفات کے بعد اِن کا بیٹا جانشین بن گیا اِس میں عجیب بات کون سی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب کو خلیفہ مقرر کیا اور اِس طرح وہ سوال اُٹھ گیا کہ یہ جانشینی پیروں کے عام دستور کے مطابق ہوئی ہے۔ پھر اگر حضرت مولوی نورالدین صاحب کی وفات کے بعد وہ لڑکا بغیر مخالفت کے خلیفہ بن جاتا تو بھی لوگ کہہ سکتے تھے کہ چونکہ اِس لڑکے کے والد صاحب کی بزرگی کا احساس جماعت میں قائم تھا اِس لئے انہوں نے اِس بزرگی کا احساس کرتے ہوئے اِن کے لڑکے کو خلیفہ بنا لیا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرما دیئے کہ جماعت کے تمام سرکردہ لوگ اُس لڑکے کے مخالف ہوگئے اور انہوں نے اِس قدر شدید مخالفت کی کہ ساری جماعت میں ایک آگ سی لگا دی اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ خواہ کچھ ہو جائے یہ لڑکا خلیفہ نہ ہو بلکہ غصہ میں انہوں نے یہاں تک کہہ دیا

کہ جماعت کا کوئی خلیفہ ہونا ہی نہیں چاہئے۔ لیکن جب حضرت خلیفہ اوّل فوت ہوئے اور جماعت آپ کی وفات پر جمع ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے جس کا یہ فیصلہ تھا کہ یہ پیشگوئی ضرور پوری ہو ایسے سامان کر دیئے کہ اِن لوگوں نے اِس ڈر سے کہ کہیں جماعت اُس لڑکے کو ہی خلیفہ نہ بنا لے، جماعت کے ایمان کے خلاف یہ کہنا شروع کر دیا کہ خلافت ہی نہیں ہونی چاہئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب اِن کے یہ خیالات جماعت کے سامنے آئے تو لوگوں نے کہا کہ اگر یہ لوگ یہ کہتے کہ فلاں خلیفہ نہ ہو بلکہ فلاں ہو تو اور بات تھی مگر اَب تو یہ کہتے ہیں کہ خلافت کا سلسلہ ہی جاری نہیں رہنا چاہئے اور یہ بات ہمارے اصول کے خلاف ہے اِسے ہم ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ اُس وقت جماعت نے اِس لڑکے کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اِس طرح وہ پیشگوئی جو حضرت مرزا صاحب نے ہوشیار پور سے شائع کی تھی کہ میرا ایک بیٹا ہوگا اور وہ میرا جانشین ہو گا بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

آپ لوگ جانتے ہیں مَیں اِس وقت کس کی طرف اشارہ کر رہا ہوں وہ **لڑکا مَیں ہی ہوں** جو بارہ تیرہ سال تک خنازیر کے مرض میں مبتلا رہا۔ میں ہی وہ ہوں جو مہینوں نہیں سالوں مدقوق و مسلول لوگوں کی طرح بیمار رہا جیسے ہماری زبان میں بعض لوگوں کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ وہ ہینگ ہگتے[۱] ہیں۔ میں ہی وہ ہوں جو نہایت کمزور، دُبلا اور نحیف تھا۔ پھر میں ہی وہ ہوں جس کی آنکھوں میں تیرہ چودہ سال کی عمر میں شدید ککرے ہوگئے اور میں پڑھائی کے نا قابل ہوگیا یہاں تک کہ میں بورڈ کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں ہی وہ ہوں مڈل میں بھی فیل ہوا اور انٹرنس میں بھی۔ اور میں ہی وہ ہوں جسے انگریزی کا ایک معمولی لفظ Two بھی نہیں لکھنا آتا تھا اور جس نے Two کی بجائے Tow لکھ دیا۔ پھر میں ہی وہ ہوں جس کے خلاف جماعت کے بڑے بڑے لوگ کھڑے ہوگئے۔ تمام محکموں پر ان کا قبضہ تھا، مدرسہ ان کے پاس تھا، لنگر ان کے پاس تھا، ریویو ان کے پاس تھا، جماعت کا انتظام ان کے ہاتھوں میں تھا، خزانہ ان کے پاس تھا اور مختلف عُہدے ان کو حاصل تھے۔ پھر میں ہی وہ ہوں جو اپنا بھی مخالف تھا چنانچہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کے سامنے خود یہ تجویز پیش کی تھی کہ آپ خلافت کا انکار نہ کریں کسی ایک شخص کا نام پیش کر دیں میں سب سے پہلے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو

تیار ہوں مگر باوجود اِس کے کہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کو یہ کہا کہ آپ کسی کا نام پیش کریں میں اُس کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں چونکہ خدا کا منشا یہ تھا کہ اِس شہر میں اُس نے جو الہامات نازل فرمائے تھے اُن کو پورا کرے اور دنیا کو اپنی قدرت کا نشان دکھائے اِس لئے ان کی عقل پر ایسے پتھر پڑ گئے کہ انہوں نے میری اِس بات کو تسلیم نہ کیا اور چونکہ جماعت اِس بات پر مُصِرّ تھی کہ کسی شخص کو خلیفہ ضرور بنایا جائے اس لئے مولوی محمد علی صاحب کی بات کو کسی نے نہ مانا اور جماعت نے مجھے اپنا خلیفہ بنالیا۔

میں بتا چکا ہوں کہ میں تعلیم سے بچپن سے ہی کورا ہوں وہ سمجھتے تھے کہ ایسا آدمی جب ایک علمی جماعت کا امام بنے گا تو جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور اِس میں کیا شبہ ہے کہ ظاہری حالات کے لحاظ سے اس بات کا امکان ہوسکتا تھا۔ چنانچہ اُس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جو ایک کامیاب ڈاکٹر تھے، انہوں نے باہر نکل کر ہمارے مدرسہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا آج ہم تو جارہے ہیں کیونکہ جماعت نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا لیکن تم تھوڑے ہی دنوں تک دیکھو گے کہ اِس مدرسہ پر عیسائی قابض ہو جائیں گے اور تمام عمارت ان کے پاس چلی جائے گی۔ یہ اُس وقت کہا گیا تھا جب ہمارے سالانہ جلسہ پر دو اَڑھائی ہزار آدمی آیا کرتے تھے اور اُس وقت کہا گیا تھا جب خزانہ میں صرف گیارہ بارہ آنے کے پیسے تھے اور سترہ اٹھارہ ہزار روپیہ قرض تھا۔ یہ لوگ جو بڑے بڑے مالدار تھے اور جماعت میں عزت اور وقار رکھتے تھے انہوں نے سمجھا کہ جب ہم قادیان کو چھوڑ کر چلے جائیں گے تو جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اُس وقت میری عمر پچیس سال کی تھی اور میری ساری عمر بیماریوں میں گزر گئی تھی۔ میں نے دینی یا دُنیوی تعلیم کسی مدرسہ میں حاصل نہیں کی تھی اور میرے مقابلہ میں جو لوگ کھڑے تھے وہ قوم کے لیڈر، سردار اور معزز تھے، پس دُنیوی لحاظ سے یہی خیال کیا جا سکتا تھا کہ وہ قوم ڈوب جائے گی جسے ایسا راہنما اور سردار ملا ہو لیکن جس وقت اُنہوں نے یہ کہا کہ اِس مدرسہ پر عیسائی قابض ہو جائیں گے اور تمام عمارتیں اُن کے پاس چلی جائیں گی اور جس وقت انہوں نے یہ کہا کہ اب قوم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اُس وقت میں اپنے گھر میں گیا اور میں نے اپنے خدا سے یہ دعا کی کہ خدایا! میں اِس عُہدے کے لئے کبھی متمنی نہیں ہوا، میں نے کبھی تجھ سے

نہیں چاہا کہ تو مجھے خلیفہ مقرر کر دے۔ اب جب کہ تو نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور تو نے خود مجھے اس کام کے لئے چُنا ہے تو اے میرے ربّ! تو مجھے طاقت بھی دے جس سے میں ان صنادید کا مقابلہ کر سکوں ورنہ میرے اندر اِن کا مقابلہ کرنے کی قطعاً طاقت نہیں۔ اِن میں سے بعض میرے اُستاد ہیں اور باقی ایسے ہیں جن کا انجمن کے مال اور محکموں پر قبضہ ہے اُس وقت ہمارے اندر اتنی طاقت بھی نہ تھی کہ اگر یہ لوگ ہمیں کہتے مسجد سے نکل جاؤ تو ہم اپنی مسجد میں بھی ٹھہر سکتے۔ غرض میں نے خدا سے یہ دعا کی۔ رات کو جب مَیں لیٹا تو مجھے الہام ہوا۔

''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے''

اور چونکہ اِن لوگوں نے کہا تھا کہ جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور آج سے وہ تباہی و بربادی کے راستہ پر چل پڑے گی اِس لئے خدا نے مجھے الہام کیا کہ **لَيُمَزِّقَنَّهُمْ** اے محمود! یہ لوگ جو اپنے علم اور اپنی طاقت اور اپنے جتھے اور اپنی دولت کے دعوے کر رہے ہیں ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ چنانچہ میں نے اُسی وقت اس مضمون کا ایک اشتہار شائع کر دیا وہ اشتہار آج تک موجود ہے غیر بھی گواہی دے سکتے ہیں اور اپنے بھی کہ اُس میں جو کچھ لکھا گیا تھا وہ کس شان سے پورا ہوا۔ میں نے اُس اشتہار کا ہیڈنگ ہی یہ رکھا تھا کہ

''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے''

پھر میں نے کہا تھا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ **لَيُمَزِّقَنَّهُمْ** وہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

اُس وقت ہماری جماعت کا ۹۵ فیصدی حصہ ان کے ساتھ تھا اور پانچ فیصدی ہمارے ساتھ تھا اور وہ لوگ فخر کے ساتھ اِس بات کو شائع کرتے تھے کہ ہم وہ ہیں جن کے ساتھ جماعت کی اکثریت ہے اور یہ بات ہمارے حق پر ہونے کا کُھلا ثبوت ہے۔ لیکن ابھی تین ہفتے اِس الہام پر نہیں گزرے تھے کہ جماعت کے ۹۵ فی صدی حصہ نے میری بیعت کر لی اور پانچ فیصد ان کے ساتھ رہ گئے۔ یہ خدا کا وہ نشان ہے جو اُس نے پورا کیا اور جس میں بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ خبر دی تھی کہ میرا ایک بیٹا ہوگا جو میرا خلیفہ ہوگا اور خدا اُس کی تائید کرے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر میری تائید اور نصرت کرنی شروع کر دی۔

میں نے بتایا ہے کہ میں نے کسی قسم کی تعلیم حاصل نہیں کی لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے

مجھے رؤیا میں بتایا کہ مجھے اُس کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا کیا گیا ہے اور چونکہ قرآن کریم کے علم میں دنیا کے سارے علوم شامل ہیں اس لئے اس کے بعد جماعت اور اسلام کے لئے مجھے جس علم کی بھی ضرورت محسوس ہوئی وہ خدا نے مجھے سکھا دیا۔ چنانچہ آج میں دعوے کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے نہیں بیس پچیس سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دنیا کا کوئی فلاسفر، دنیا کا کوئی پروفیسر، دنیا کا کوئی ایم۔اے، خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو، خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو، خواہ وہ منطق کا ماہر ہو، خواہ وہ علم النفس کا ماہر ہو، خواہ وہ سائنس کا ماہر ہو، خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور اسلام پر کوئی اعتراض کرے تو نہ صرف مَیں اُس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اُس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں اور اِس قدر صحیح علم جو اپنی زندگی درست رکھنے یا قوم کی راہنمائی کے لئے ضروری ہو مجھ کو نہ دیا گیا ہو۔

پھر اِس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے فوراً مجھے ہمت بخشی اور میں نے دنیا کے مختلف اطراف میں اسلام اور احمدیت کو پھیلانے کے لئے مشن قائم کر دیئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے اُس وقت صرف ہندوستان اور کسی قدر افغانستان میں جماعت احمدیہ قائم تھی باقی کسی جگہ احمدیہ مشن قائم نہیں تھا۔ مگر جیسا کہ خدا نے پیشگوئی میں بتایا تھا ''وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا'' [11] اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مختلف ممالک میں احمدیہ مشن قائم کروں۔ چنانچہ میں نے اپنی خلافت کے ابتدا میں ہی انگلستان، سیلون اور ماریشس میں احمدیہ مشن قائم کئے۔ پھر یہ سلسلہ بڑھا اور بڑھتا چلا گیا چنانچہ ایران میں، روس میں، عراق میں، مصر میں، شام میں، فلسطین میں، لیگوس نائیجیریا میں، گولڈ کوسٹ میں، سیرالیون میں، ایسٹ افریقہ میں، یورپ میں سے انگلستان کے علاوہ سپین میں، اٹلی میں، زیکوسلواکیہ میں، ہنگری میں، پولینڈ میں یوگوسلاویہ میں، البانیہ میں، جرمنی میں، یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ میں، ارجنٹائن میں، چین میں، جاپان میں، ملایا میں، سٹریٹ سیٹلمنٹس [12] میں، ساٹرا میں، جاوا میں، سروبایا میں، کاشغر میں خدا کے فضل سے مشن قائم ہوئے۔ ان میں سے بعض مبلّغ اِس وقت دشمن کے ہاتھ میں قید ہیں، بعض کام کر رہے ہیں اور بعض مشن جنگ کی وجہ سے عارضی طور پر بند کر

دیئے گئے ہیں غرض دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو آج سلسلہ احمدیہ سے واقف نہ ہو، دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو یہ محسوس نہ کرتی ہو کہ احمدیت ایک بڑھتا ہوا سیلاب ہے جو ان کے ملکوں کی طرف آرہا ہے۔ حکومتیں اِس کے اثر کو محسوس کر رہی ہیں بلکہ بعض حکومتیں اِس کو دبانے کی بھی کوشش کرتی ہیں۔ چنانچہ روس میں جب ہمارا مبلّغ گیا تو اُسے سخت تکلیفیں دی گئیں۔ اُسے مارا بھی گیا، پیٹا گیا اور ایک لمبے عرصہ تک قید رکھا گیا لیکن چونکہ خدا کا وعدہ تھا کہ وہ اس سلسلہ کو پھیلائے گا اور میرے ذریعہ اس کو دنیا کے کناروں تک شہرت دے گا اس لئے اُس نے اپنے فضل وکرم سے ان تمام مقامات میں احمدیت کو پہنچایا بلکہ بعض مقامات پر بڑی بڑی جماعتیں قائم کر دیں۔ بہرحال جب اِس قسم کی علامتیں ظاہر ہوئیں تو جماعت نے کہا کہ وہ پیشگوئی جس کی خبر شیخ مہر علی صاحب کے طویلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی تھی وہ پوری ہوگئی مگر مَیں نے ہمیشہ اِس کو قبول کرنے سے احتراز کیا اور مَیں نے یہ کبھی دعویٰ نہ کیا کہ میں اِس پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ میں نے اپنے دل میں کہا جو خدا کا کلام ہے جب تک خدا اِس کے متعلق یہ تصدیق نہ کرے کہ یہ میرے ذریعہ سے پورا ہو چکا ہے اُس وقت تک بولنا میرے لئے مناسب نہیں ہے۔ مجھے کیا خبر ہے کہ میں اِس پیشگوئی کا مصداق ہوں یا نہیں ہوں؟ اگر میں اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوں تو کیوں میں ایک غلط بات کہوں اور اگر میں اِس کا مصداق ہوں تو جس خدا نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے اُس کا یہ کام ہے کہ وہ مجھے خبر دے کہ میں اِس کا مصداق ہوں۔ پس گو جماعت نے متواتر اصرار کیا کہ میں اِس پیشگوئی کا اپنے آپ کو مصداق قرار دوں مگر میں نے کبھی اس پیشگوئی کا اپنے آپ کو مصداق قرار نہ دیا اور جب بھی یہ پیشگوئی میرے سامنے آتی میں اِس پر سے خاموشی کے ساتھ گزر جاتا۔ اِس عرصہ میں دشمن نے چیلنج بھی کئے کہ اگر یہ شخص اس پیشگوئی کا مصداق ہے تو بولتا کیوں نہیں۔ مگر میں نے ہمیشہ یہی سمجھا کہ خدا پر تقدم تقویٰ کے خلاف ہے۔ پس میں خاموش رہا اور باوجود جماعت کے اصرار اور دشمنوں کے چیلنج کے میں نے کبھی اِس کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ یہاں تک کہ تیس سال کا لمبا عرصہ اِس پر گزر گیا اور یہ مضمون قریباً ٹھنڈا ہو گیا۔ دوستوں نے زور لگایا کہ میں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان کروں مگر میں خاموش رہا۔ دشمنوں نے کہا کہ اگر یہ اِس پیشگوئی کا مصداق ہے تو بولتا کیوں نہیں؟ مگر میں نہ بولا۔

جب موافق اور مخالف سب اس مضمون پر بحثیں کر کر کے تھک گئے تو اِس سال کے شروع میں ۵، ۶ رجنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی رات کو میں نے ایک رؤیا دیکھا۔ رؤیا کی حالت میں دیکھا کہ میں ایک ایسی جگہ پر ہوں جہاں دشمن کی فوج کے ساتھ جنگ ہو رہی ہے۔ وہاں کھڑے ہو کر میں کچھ لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں کہ یکدم مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے جرمن فوج نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے جہاں میں ہوں اور ایسی شدت سے حملہ کیا ہے کہ جس فوج کے پاس میں تھا اُس نے شکست کھانی شروع کر دی۔ میں یہ دیکھ کر خواب میں خیال کرتا ہوں کہ اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں مجھے بھاگ کر کہیں اور چلے جانا چاہئے۔ چنانچہ میں اُس مقام سے باہر نکلا مگر جونہی باہر آیا معاً میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کسی سابق پیشگوئی کے ماتحت مَیں اِس مقام سے بھاگنے کے لئے نکلا ہوں اور اب میرا آئندہ سفر اِس پیشگوئی کے مطابق ہوگا۔ چنانچہ میں نے دَوڑنا شروع کر دیا۔ رؤیا میں مَیں محسوس کرتا ہوں کہ میں اس تیزی سے دَوڑ رہا ہوں کہ زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے اور میں میلوں میل ایک آن میں طے کرتا جا رہا ہوں۔ میری اُس تیزی کا اِس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جتنی دیر میں کوئی شخص گز بھر چلتا ہے میں خواب میں اتنی دیر میں پچاس ساٹھ میل بڑھ جاتا ہوں۔ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں اور میرے ساتھیوں کو بھی گو قدرت کی طرف سے دَوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی تھی مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ گئے یہاں تک کہ میں دَوڑتے دَوڑتے ایک پہاڑی دامن میں جا پہنچا۔ وہاں مختلف رستے مجھے دکھائی دیئے کوئی کسی طرف جاتا تھا اور کوئی کسی طرف۔ میں ان رستوں کے بالمقابل دَوڑتا چلا گیا تا میں معلوم کروں کہ پیشگوئی کے مطابق میں نے کونسا راستہ اختیار کرنا ہے۔ اُس وقت میں ایک ایسی سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔ اِس پر میرا ایک ساتھی مجھے آواز دے کر کہتا ہے کہ اِس سڑک پر نہیں دوسری سڑک پر جاؤں۔ جب میں اس کے کہنے کے مطابق اُس سڑک کی طرف جو انتہائی دائیں طرف تھی واپس لوٹتا ہوں تو خدا تعالیٰ کی قدرت کے زبردست ہاتھ نے مجھے پکڑ کر ایک درمیانی راستہ پر چلا دیا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اِس طرف آئیں اُس طرف نہ جائیں مگر مَیں اپنے آپ کو بے بس پاتا ہوں اور اُسی راستے پر دَوڑتا چلا جاتا ہوں اور یہ محسوس کرتا ہوں

کہ یہ رستہ اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کا منشا ہے۔ غرض میں اُس رستے پر چلتا چلا جاتا ہوں۔ اِسی دوران مجھے خیال آیا کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی کی گئی تھی اس میں یہ بھی ذکر تھا کہ اس کے بعد ایک جھیل آئے گی وہ جھیل کہاں ہے؟ جب مجھے یہ خیال آیا تو یکدم میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے ایک جھیل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے اِس جھیل کو پار کرنا ضروری ہے۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ جھیل پر کچھ کشتی نما چیزیں تیر رہی ہیں جن پر بعض لوگ سوار ہیں۔ خواب میں مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بُت پرست قوم ہے اور یہ لوگ جن پر سوار ہیں ان کے بُت ہیں اور اُس وقت یہ لوگ اپنے سالانہ تہوار پر بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جارہے ہیں۔ میں نے جب اُس جھیل کو عبور کرنے کا اور کوئی طریق نہ دیکھا تو جھٹ کود کر ایک بُت پر سوار ہوا تو اِردگرد کے لوگوں نے ایسے کلمات کہنے شروع کر دیئے جن سے ان کے بتوں کی عظمت ظاہر ہوتی تھی۔ میں نے اُس وقت اپنے دل میں کہا کہ میرا اِس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے۔ چنانچہ میں نے توحید کی دعوت اُن لوگوں کو دینی شروع کی اور بڑے زور سے میں نے شرک کی بُرائیاں بیان کیں۔ اُس وقت خواب میں مَیں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری زبان اُردو نہیں بلکہ عربی ہے اور عربی میں ہی مَیں اُنہیں توحید کی تعلیم دے رہا ہوں۔ اتنے میں مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ میری اِس تقریر سے متأثر ہو کر بعض مجاوروں کے دلوں میں توحید پر ایمان پیدا ہونا شروع ہوا اور وہ یکے بعد دیگرے مجھ پر ایمان لاتے چلے گئے مگر میں نے اپنی تبلیغ جاری رکھی یہاں تک کہ میں نے اُن سے کہا جب اِس جھیل کا کنارہ آئے گا تو تمہارے یہ بُت اِس پانی میں غرق کئے جائیں گے اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ غرض اِسی طرح میں تبلیغ کرتا چلا گیا۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے تو میں نے اُن کو حکم دیا کہ اِن بتوں کو پانی میں غرق کر دو اور اُن سب نے میرے اِس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان بتوں کو جھیل میں غرق کر دیا۔ اس کے بعد میں پھر کھڑا ہو گیا اور انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ اُس وقت مجھے محسوس ہوا کہ وہ لوگ خدائے واحد پر ایمان لاتے چلے جاتے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرتے جارہے ہیں مگر قوم کا کچھ حصہ ابھی ایمان نہیں لایا۔ اُس وقت مَیں اُنہی میں سے ایک شخص کو جس کا اسلامی نام میں نے عبدالشکور

رکھا ہے مخاطب کر کے کہتا ہوں اے عبدالشکور! میں تم کو اِس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں تمہارا فرض یہ ہوگا کہ تم اپنی قوم میں توحید قائم کرو اور شرک کو مٹادو اور تمہارا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو بتاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور تمہارا یہ بھی فرض ہوگا کہ تم اس قوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی طرف توجہ دلاؤ۔ میں جب واپس آؤں گا تو تجھ سے حساب لوں گا اور دیکھوں گا کہ تُو نے ان فرائض کو کہاں تک ادا کیا ہے۔ رؤیا کی حالت میں جب میں اُس سے کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ تُو ان لوگوں کو یہ سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور تُو ان لوگوں سے یہ اقرار لے کہ اَشْھَدُاَنْ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ۔ تو اُس وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری زبان سے اللہ تعالیٰ خود بول رہا ہے اور جب میں نے کہا تمہیں لوگوں سے یہ اقرار بھی لینا پڑے گا کہ اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ یکدم مجھے معلوم ہوا کہ گویا اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح کو اجازت دی ہے کہ وہ میری زبان پر قابو پائیں اور خود میری زبان سے کلام فرمائیں۔ چنانچہ جب میں کہتا ہوں تمہیں یہ اقرار لینا پڑے گا کہ اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میری زبان سے بولے اور آپؐ نے فرمایا۔ اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اے لوگو! سن لو کہ میں محمد ہوں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول۔ پھر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میری زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قدرت دی گئی اور جب میں نے اُسے کہا کہ تمہیں اپنی قوم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کا بھی اقرار لینا پڑے گا تو اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور آپ نے میری زبان سے فرمایا۔ اَنَاالْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ اے لوگو! میں تم کو بتاتا ہوں کہ میں وہی مسیح ہوں جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا۔ اِس کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنا دعویٰ لوگوں کے سامنے پیش کروں اور میں ان سے کہوں کہ میں مسیح موعودؑ کا خلیفہ ہوں مگر اُس وقت بجائے یہ الفاظ جاری ہونے کے میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَخَلِیْفَتُہٗ میں بھی مسیح موعود ہی ہوں یعنی اُس کا مشابہہ، نظیر اور خلیفہ۔ جب خواب میں مَیں نے اپنے متعلق یہ الفاظ کہے تو یکدم میں گھبرا گیا کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا ہے اِس پر معاً مجھے اِلقاء ہوا کہ یہ وہی پیشگوئی ہے جو مصلح موعود

کے بارہ میں کی گئی تھی اور جس میں بتایا گیا تھا کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مثیل اور نظیر ہوگا۔ تب میں نے سمجھا کہ یہ پیشگوئی خدا نے میرے لئے ہی مقدر کی ہوئی تھی۔

رؤیا کی حالت میں مَیں نے اور بھی بعض باتیں بیان کی ہیں مثلاً میں نے ان سے کہا میں وہی ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سَو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ یہ درحقیقت انجیل کی ایک پیشگوئی ہے جس میں حضرت مسیح ناصریؑ فرماتے ہیں جب میں دوبارہ دنیا میں آ ؤں گا تو بعض قومیں مجھ پر ایمان لائیں گی اور بعض انکار کر دیں گی اُس وقت اِن قوموں کی مثال ایسی ہوگی جیسے دس کنواریاں جن میں سے کچھ ہوشیار تھیں اور کچھ سُست، دولہا کے انتظار میں بیٹھ گئیں جو سُست تھیں اُن کا انتظار کی حالت میں ہی تیل ختم ہوگیا اور جب وہ دوبارہ تیل لینے بازار گئیں تو پیچھے سے دولہا آ گیا اور وہ اُس کے ساتھ شامل ہونے سے محروم رہ گئیں لیکن جو ہوشیار تھیں اور جنہوں نے تیل اپنے ساتھ رکھا تھا وہ دولہا کو اپنے ساتھ لے کر اُس کے قلعہ میں چلی گئیں۔ اِس تمثیل میں حضرت مسیح ناصریؑ نے اِس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جب میں دوبارہ دنیا میں آ ؤں گا تو کچھ قومیں جو ہوشیار ہونگی وہ مجھے مان لیں گی لیکن کچھ اپنی غفلت کی وجہ سے مجھے ماننے سے محروم رہ جائیں گی۔ پس اس پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رؤیا کی حالت میں مَیں ان سے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے اُنیس سَو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جس کے لئے اُنیس سَو سال سے کنواریاں انتظار کر رہی تھیں تو کچھ نوجوان عورتیں جو سات یا نو ہیں اور جو کنارۂ سمندر پر بیٹھی ہوئی میری طرف دیکھ رہی تھیں اِن الفاظ کے سنتے ہی دَوڑتے ہوئے میری طرف آ ئیں اور انہوں نے میرے اِردگرد گھیرا ڈال لیا اور کہا ہاں ہاں تم سچ کہتے ہو ہم اُنیس سَو سال سے تمہارا انتظار کر رہی تھیں۔ اِس کے بعد میں پھر اُن کو ہدایتیں دے کر کسی اور طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں کیونکہ خواب میں مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میرا سفر ختم نہیں ہوا بلکہ میں اور آ گے جاؤں گا۔ چنانچہ خواب کی حالت میں ہی میں اُس شخص سے جس کا نام میں نے عبدالشکور رکھا ہے کہتا ہوں جب میں اِس سفر سے واپس آ ؤں گا تو دیکھوں گا کہ تیری قوم توحید پر قائم ہوچکی ہے، اسلام کی تعلیم پر کاربند ہوچکی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر ایمان لا چکی ہے؟

اِس رؤیا نے جس میں کشف اور الہام کا بھی حصہ ہے مجھ پر واضح کر دیا کہ وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس مقام سے شائع فرمائی تھی وہ میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے چنانچہ وہ بات جس کے متعلق مَیں تیس سال تک خاموش رہا اُس کا میں نے دنیا میں اعلان کرنا شروع کر دیا۔ اِس وقت یہاں احمدی بھی موجود ہیں، غیر احمدی بھی موجود ہیں، ہندو بھی موجود ہیں، سکھ بھی موجود ہیں، میں اِن سب سے کہتا ہوں کہ دیکھو! خدا سے بڑا کوئی نہیں، خدا کے قہر سے بڑھ کر کسی کا قہر نہیں اور خدا کے عذاب سے بڑھ کر کسی کا عذاب نہیں۔ دنیا کی بادشاہتیں اور حکومتیں سب اُس کے سامنے ہیچ اور ذلیل ہیں اور اُس کی جھوٹی قسم کھانا انسان کو عذاب میں گرفتار کر دیتا ہے میں آج اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ وتصرف میں میری جان ہے کہ میں نے جو رؤیا بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح آئی ہے اِلَّامَاشَاءَ اللّٰہُ کوئی خفیف سا فرق بیان کرنے میں ہو گیا ہو تو علیحدہ بات ہے۔ میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے کشفی حالت میں کہا اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُهٗ وَخَلِیْفَتُهٗ اور میں نے اِس کشف میں خدا کے حکم سے یہ کہا کہ میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے اُنیس سَو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ **پس میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پہنچانا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور موعود بھی آئیں گے اور بعض ایسے موعود بھی ہوں گے جو صدیوں کے بعد پیدا ہوں گے۔ بلکہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور میں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا جس کے معنے یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہو گا نازل ہوگی اور وہ میرے نقشِ قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کرے گا۔** پس آنے والے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اپنے اپنے وقت پر آئیں گے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اِس شہر

ہوشیار میں سامنے والے مکان میں نازل ہوئی جس کا اعلان آپ نے اِس شہر سے فرمایا اور جس کے متعلق فرمایا کہ وہ ۹ سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا وہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے اور اب کوئی نہیں جو اِس پیشگوئی کا مصداق ہو سکے۔

یہ پیشگوئی کسی بعد کے زمانہ کے لئے نہیں تھی بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا اِس زمانہ کے لوگوں کے ایمان کی زیادتی کے لئے یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ پس ضروری تھا کہ یہ پیشگوئی اِسی زمانہ میں پوری ہوتی اور ان لوگوں کے سامنے پوری ہوتی جن کے سامنے یہ شائع کی گئی تھی۔ ہم میں ابھی سینکڑوں وہ لوگ زندہ موجود ہیں جنہوں نے اپنے سامنے اِس اشتہار کو شائع ہوتے دیکھا اور پڑھا۔ اُنہوں نے وہ تمام مخالفتیں دیکھیں جو پیشگوئی کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ہوئیں اور پھر انہوں نے اس پیشگوئی کی اکثر علامات کو پورا ہوتے دیکھا۔ پس آج ہم اِس جگہ پر اِس لئے جمع ہوئے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں جس نے ایک گمنام شخص کو ایسے گمنام شخص کو، جو گھر میں بھی پہچانا نہیں جاتا تھا دنیا کے کونے کونے تک مشہور کر دیا۔

آپ ایسی گمنامی کی حالت میں دعا کرتے تھے کہ بعض دفعہ جب دُور کے رشتہ دار آتے تو وہ سجدہ میں آپ کو بیٹھا دیکھ کر یہ خیال کیا کرتے تھے کہ کوئی مُلّاں بیٹھا ہے، بعض دفعہ آپ پر ایسی ایسی حالت بھی گزر جاتی کہ خود فاقہ کرنا پڑتا اور اپنا کھانا کسی مہمان کو کھلا دینا پڑتا۔ چونکہ ہماری جدّی جائداد پر تایا صاحب کا قبضہ تھا اس لئے ہماری تائی صاحبہ بعض دفعہ اس غصہ میں کہ وہ کوئی کام نہیں کرتے انہیں کھانا بھی نہیں بھجواتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ خود سنایا کہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ جب کوئی میرے پاس مہمان آتا اور مَیں کھانے کیلئے اُن کو کہلا بھیجتا تو وہ کہہ دیتیں کہ ہمارے پاس مہمان کے لئے کوئی کھانا نہیں۔ اِس پر چپ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنا کھانا مہمان کو کھلا دیتے اور خود بھوکے رہتے۔ ایک شخص نے سنایا کہ میں ایک لمبے عرصہ تک آپ کے پاس مہمان رہا آپ کا طریق یہ تھا کہ اپنے لئے جو کھانا آتا وہ مجھے کھلا دیتے اور خود چنے بھُنوا کر اُن پر گزارہ کرتے۔ آپ اپنے اشعار میں بھی فرماتے ہیں۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ
وَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ ۱۳؎

اے لوگو! تم جانتے ہو کہ ایک وقت مجھ پر ایسا گزرا ہے جب دستر خوانوں کے ٹکڑے اور بچی ہوئی روٹی مجھے کھانے کے لئے دی جاتی تھی لیکن آج وہ دن ہے کہ سینکڑوں خاندان اور قبیلے میرے ذریعہ پرورش پا رہے ہیں۔ پس وہی جس کو دنیا نے ردّ کیا، جس کو ذلیل اور حقیر سمجھا آج اُس کی آواز پر لاکھوں انسان اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں۔ دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی آج ایسا نہیں مل سکتا جس کے ساتھ اِس قدر لوگ عقیدت اور اخلاص رکھنے والے ہوں اور جس کے نام پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے وہ لوگ تیار ہوں۔ قومیں بے شک وطنیت کے ماتحت آج قربانی کر رہی ہیں مگر دنیا کے پردہ پر کوئی فرد ایسا نہیں جس کے نام پر اتنے آدمی اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہوں جتنے آدمی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں حالانکہ یہ وہی شخص تھا جو ایک طویلہ میں چالیس دن تک چلّہ کشی کرتا رہا اور جس کو سوائے چند لوگوں کے دنیا میں کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔ پھر خدا نے اُس کو بڑھایا اور دنیا میں اُس کے نام کو پھیلایا۔ جب دنیا اُس کا انکار کر رہی تھی، جب دنیا اُس کی مخالفت کر رہی تھی، جب دنیا اُس کو مٹانے کے لئے تیار اپنا سارا زور صَرف کر رہی تھی اُس وقت خدا نے اُس کو مخاطب کیا اور فرمایا۔

''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا''۔ ۱۴؎

سو دیکھو! خدا نے زور آور حملوں سے اس کی سچائی دنیا پر ظاہر کی یا نہیں؟ آج لاکھوں آدمی ایسے ہیں جو اِس انسان پر ایمان لاتے ہیں صرف ہندوستان میں ہی نہیں بیرونی ملکوں میں بھی۔ آج پنجاب اور ہندوستان میں جماعت کو ایسی طاقت حاصل ہے اور اِس قدر اعلیٰ طور پر وہ منظّم ہے کہ اور کوئی جماعت اپنی طاقت اور اپنی تنظیم میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اتنی تعداد چھوڑ اس سے سَو گنا بڑی جماعت بھی دنیا میں کوئی ایسی نہیں جو وہ قربانیاں کر رہی ہو جو یہ جماعت دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو ایسے زور آور حملوں کے ساتھ پورا

کیا ہے کہ میں نہیں سمجھتا دنیا کا کوئی شخص دیانتداری سے غور کرنے کے بعد یہ کہہ سکے کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اُسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ خدا کی پیشگوئی ہے۔ اُسی خدا کی جو عالم الغیب ہے جس کے قبضہ وتصرف میں زمین وآسمان کا ذرّہ ذرّہ ہے۔ پس یہ ایک بہت بڑا نشان ہے جو خدا نے ظاہر کیا۔ مَیں اِس نشان کو پیش کرتے ہوئے ان لوگوں سے جو اِس وقت یہاں جمع ہیں کہتا ہوں کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ لوگ خدا کے اِس نشان پر غور کریں اور اِس سے فائدہ اُٹھائیں؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ لوگ خدا تعالیٰ کے ان زور آور حملوں کو دیکھنے کے بعد اُس کے مامور کو قبول کریں تا کہ دنیا میں امن اور آشتی پیدا ہو اور صلح کا دَور دَورہ ہو؟ یاد رکھو! جب تک خدا کے بھیجے ہوئے مامور کی راہنمائی کو دنیا قبول نہیں کرتی اُس وقت تک اسے کبھی امن حاصل نہیں ہوسکتا چاہے وہ کتنا زور لگالے اور چاہے کتنا ہی امن کے حصول کے لئے جدوجہد کرلے۔ دنیا کے لئے ایک ہی ذریعہ امن حاصل کرنے کا ہے کہ وہ اِس درخت کے سایہ کے نیچے آجائے جو خدا نے لگایا ہے۔ جب تک وہ اِس درخت کے سایہ کے نیچے نہیں آتی اُس وقت تک اُسے کبھی حقیقی امن اور اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا۔

میں نے بتایا ہے کہ یہ پیشگوئی صرف ایک پیشگوئی نہیں بلکہ اس میں اتنی کثیر خبریں جمع ہیں کہ کسی انسان کی طاقت میں نہیں تھا کہ وہ ایسی خبریں دے سکتا۔ دنیا میں کون کہہ سکتا ہے کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا، وہ ۹ سال کے عرصہ میں پیدا ہوگا، وہ زندہ رہے گا، وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا، وہ رحمت اور فضل کا نشان ہوگا، قومیں اُس سے برکت پائیں گی، اسیر اُس سے رستگار ہوں گے اور دین اسلام کا شرف اُس کے ذریعہ ظاہر ہوگا۔ یہ تمام امور ایک ایک کر کے اِس بات کی شہادت پیش کر رہے ہیں کہ یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے تھی۔ پھر اِسی قدر نہیں اِس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور بھی بہت سی باتیں بتائی گئی تھیں چنانچہ وہ باتیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس پیشگوئی میں بتائی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔

اوّل یہ بتایا گیا تھا کہ وہ لڑکا خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہوگا یعنی وہ زندہ رکھا جائے گا تا کہ اُس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا کلام پورا ہو۔

دوسرے وہ رحمت کا نشان ہوگا۔ یعنی اس کے ظہور سے احمدیت کی ترقی ہوگی اور مخالفین اسلام

کے حملوں سے نجات حاصل ہوگی ۔
تیسرے وہ قربت کا نشان ہوگا۔یعنی کچھ لوگ اِس جماعت میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کو گرانے اور جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش کریں گے ۔ اِن کے حملوں کا وہ دفاع کرے گا اور اِس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح مقام اور درجہ لوگوں پر ظاہر کر دے گا۔
چوتھے وہ فضل کا نشان ہوگا۔یعنی سلسلہ کی ترقی اُس کے ساتھ وابستہ ہوگی ۔
پانچویں وہ احسان کا نشان ہوگا۔یعنی مقاصد کی تکمیل اُس کے ذریعہ سے ہوگی ۔
چھٹے وہ فتح کی کلید ہوگا۔
ساتویں وہ ظفر کی کلید ہوگا۔
آٹھویں وہ صاحب شکوہ ہوگا۔
نویں وہ صاحب عظمت ہوگا۔
دسویں وہ صاحب دولت ہوگا۔
گیارہویں وہ اپنے مسیحی نفس سے لوگوں کو بیماریوں سے شفا دے گا۔
بارہویں وہ روح الحق کی برکت اپنے ساتھ رکھتا ہوگا۔
تیرہویں وہ کلمۃ اللہ ہوگا۔
چودہویں وہ کلمۂ تمجید سے بھیجا جائے گا۔
پندرہوں وہ سخت ذہین ہوگا۔
سولہویں وہ سخت فہیم ہوگا۔
سترہویں وہ دل کا حلیم ہوگا۔
اٹھارویں وہ علومِ ظاہری سے پُر کیا جائے گا۔
انیسویں وہ علومِ باطنی سے پُر کیا جائے گا۔
بیسویں وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔
اکیسویں دوشنبہ سے اُس کا خاص تعلق ہوگا۔

بائیسویں فرزندِ دلبند ہوگا۔
تیسویں گرامی اَرجمند ہوگا۔
چوبیسویں مظہرالاوّل ہوگا۔
پچیسویں مظہرالآخر ہوگا۔
چھبیسویں مظہرالحق ہوگا۔
ستائیسویں مظہرالعلا ہوگا۔
اٹھائیسویں وہ ایسا ہوگا جیسے خدا نے اِس زمانے میں آسمان سے نزول کیا۔
انتیسویں اُس کا نزول بہت مبارک ہوگا۔
تیسویں اُس کا نزول جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔
اکتیسویں وہ نور ہوگا۔
بتیسویں وہ رضائے الٰہی کے عطر سے ممسوح ہوگا۔
تینتیسویں اُس میں خدا اپنی روح ڈالے گا یعنی کلامِ الٰہی اُس پر نازل ہوگا۔
چونتیسویں خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔
پینتیسویں وہ جلد جلد بڑھے گا۔
چھتیسویں وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔
سینتیسویں وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔
اڑتیسویں قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔
اُنتالیسویں اُس کا نفسی نقطہ آسمان ہوگا۔
چالیسویں وہ دیر سے ظاہر ہوگا۔
اِکتالیسویں وہ دور سے آئے گا۔
بیالیسویں وہ فخرِ رُسل ہوگا۔
تینتالیسویں اُس کی ظاہری برکتیں تمام جہان پر پھیلیں گی۔
چوالیسویں اُس کی باطنی برکتیں تمام جہان پر پھیلیں گی۔

پینتالیسویں یوسفؑ کی طرح اُس کے بھائی اُس کی مخالفت کریں گے۔ جیسے میں نے بتایا ہے کہ قوم کے لیڈر میرے مخالف ہو گئے۔

چھیالیسویں اُس کی کئی شادیاں ہوں گی۔ چنانچہ اِس وقت تک مَیں چھ شادیاں کر چکا ہوں دو بیویاں فوت ہو چکی ہیں اور چار موجود ہیں۔

سینتالیسویں وہ عالمِ کباب ہوگا۔ یعنی اُس کے زمانہ میں بڑی بڑی جنگیں ہوں گی۔ چنانچہ پہلی جنگِ عظیم بھی میرے زمانۂ خلافت میں ہوئی اور اب دوسری جنگ بھی میرے زمانہ میں ہی ہو رہی ہے۔

اَڑتالیسویں وہ بشیر الدولہ ہوگا۔ یعنی جس حکومت میں وہ ہوگا خدا اُس حکومت کی فتح کی خبر اُسے دے گا۔

اُنچاسویں وہ محمود ہوگا۔

پچاسویں وہ ذکی ہوگا۔

اِکاون وہ اولوالعزم ہوگا۔

باون وہ حضرت عمرؓ کی طرح دوسرا خلیفہ ہوگا۔

ترپن وہ حسن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

چون وہ احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوگا۔

پچپن وہ کلمۃ العزیز ہوگا۔

چھپن وہ کلمۃ اللہ خان ہوگا۔

ستاون وہ ناصر الدین یعنی دین کی مدد کرنے والا ہوگا۔

اَٹھاون وہ فاتح الدین ہوگا۔

یہ وہ اٹھاون نام یا پیشگوئیاں ہیں جن کا الہامات میں ذکر آتا ہے ان پر تفصیلی بحث تو بعد میں کسی رسالہ میں کی جائے گی اور بتایا جائے گا کہ اِن میں سے کتنی پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور کتنی ابھی پوری ہونے والی ہیں لیکن ایک سرسری نظر ان الہامات پر ڈال کر آپ لوگ دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ باتیں کس عظمت کے ساتھ پوری ہوئیں۔

جس زمانہ میں مَیں خلیفہ ہوا ہوں لوگ کہا کرتے تھے کہ ایک بچہ جماعت کا خلیفہ ہو گیا ہے اب یہ جماعت ضرور تباہ ہو جائے گی۔ مگر دنیا دیکھ رہی ہے کہ وہی جماعت جو ایک بچہ کے سپرد کی گئی تھی آج اُس سے کئی گنا زیادہ ہے جب وہ میرے سپرد کی گئی تھی۔ آج جماعت احمدیہ اُس وقت سے بیسیوں گنے زیادہ ممالک میں پھیل چکی ہے، آج جماعت کی عزت میں اُس وقت سے بیسیوں گنا زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ آج جماعت کے خزانہ میں اُس وقت سے بیسیوں نہیں سینکڑوں گنا زیادہ روپیہ ہے۔ پھر وہی شخص جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ جاہل ہے علوم سے نابلد ہے۔ خدا نے اُس کو اپنے پاس سے علم دیا چنانچہ میرے ذریعہ سے مسائلِ اسلامیہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایسے علوم جمع کر دیئے ہیں کہ آج دشمن سے دشمن بھی اُن کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں اور وہ اقرار کرتے ہیں کہ اسلام کی تشریح اِس سے بہتر ناممکن ہے۔

کچھ عرصہ ہوا فورمین کرسچین کالج کے پروفیسر مسٹر لوکس جو امریکہ کے رہنے والے تھے قادیان مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ بعد میں انہوں نے سیلون میں ایک تقریر کی جس میں کہا عیسائی اپنی حماقت سے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا آئندہ مصر سے مقابلہ ہو گا۔ کبھی وہ خیال کرتے ہیں اگر مصر نہیں تو کسی اور اسلامی ملک سے ہمارا مقابلہ ہو گا یہ بالکل غلط ہے میں ابھی ایک چھوٹے سے گاؤں سے ہو کر واپس آ رہا ہوں۔ وہاں ریل بھی نہیں جاتی مگر وہاں رہ کر میں نے جو کچھ دیکھا ہے اُس کو دیکھنے کے بعد میں اِس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آئندہ یہ فیصلہ کہ دنیا کا مذہب اسلام ہو یا عیسائیت؟ یہ اور کسی جگہ نہیں ہو گا صرف قادیان میں ہو گا اور دنیا کے پردہ پر اور کسی جگہ یہ لڑائی نہیں لڑی جائے گی یہ لڑائی اگر لڑی گئی تو قادیان میں ہی لڑی جائے گی مصر یا شام یا فلسطین میں نہیں لڑی جائے گی۔ یہ ایک عیسائی کی رائے ہے جو اسلام کا شدید ترین دشمن تھا۔ وہ پادری تھا اور اُس کا کام لوگوں کو عیسائی بنانا تھا مگر وہ پادری قادیان کو ایک دفعہ دیکھنے کے بعد اِس رائے کا اظہار کرنے پر مجبور ہوا کہ اگر عیسائیت اور اسلام کی جنگ ہوئی تو اِس کا فیصلہ قادیان میں ہو گا اور کسی جگہ نہیں ہو گا۔

یہ وہ نشان ہیں جن کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا اور اِن نشانات کو پورا ہوتے دیکھ کر انسان یقین کر سکتا ہے کہ باقی نشانات بھی ایک دن پورے ہو کر رہیں گے۔ میں نے بتایا ہے کہ اِس

پیشگوئی کے اکثر حصے پورے ہو چکے ہیں صرف تھوڑی سی باتیں ہیں جن کے لئے ابھی کچھ اور انتظار کرنا پڑے گا۔ بہرحال یہ ایک ایسا عظیم الشّان آسمانی نشان ہے جس کو دیکھتے ہوئے مومنوں کے دل اِس یقین اور ایمان سے بھر جاتے ہیں کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ میں جماعت کے احباب کو خصوصیت سے اس موقع پر توجہ دلاتا ہوں کہ اس نشان کے بعد آپ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں کہ جس شخص کے ہاتھ پر آپ لوگوں نے بیعت کی ہے اُس کا یہ فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ خدا کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرے۔ پس آپ لوگوں پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوگئی ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ اُس وقت تک آرام کا سانس نہ لیں جب تک خدا کی بادشاہت اسی طرح زمین پر نہیں آجاتی جس طرح وہ آسمان پر ہے اور جو لوگ ابھی ہماری جماعت میں شامل نہیں ہیں اُن سے کہتا ہوں کہ کب تک انتظار کرتے چلے جاؤ گے؟ جو آنے والا تھا آ گیا اب اِس کے بعد کوئی نہیں جو تمہاری امیدوں کے مطابق آسمان سے اُترے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ چاہے قیامت تک تم ناک رگڑتے رہو تمہارا مسیح آسمان سے نہیں اُتر سکتا جس نے آنا تھا وہ آچکا[۱۵] اسی طرح میں کہتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جس مثیل اور نظیر نے آپ کی پیشگوئی کے مطابق دنیا میں آنا تھا وہ آچکا ہے اب چاہے قیامت تک انتظار کرتے رہو اور کوئی شخص اِس پیشگوئی کا مصداق پیدا نہیں ہوسکتا۔

پس ہماری جماعت کو اِس مقام پر جمع ہو کر اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہئے۔ یہ مکان جو سامنے دکھائی دے رہا ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس روز تک چِلّہ کشی کی اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اُس زمانہ میں شہر کے ایک کنارہ پر ہوا کرتا تھا۔ مگر اب شہر کی آبادی میں ترقی ہو چکی ہے اور اس کے اِردگرد بھی کئی عمارتیں بن گئی ہیں یہاں خدا نے ایک عظیم الشان نشان کی بشارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائی جس کو اٹھاون سال کے بعد ہماری جماعت نے پورا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ یہ ایک نشان ہے اور بہت بڑا نشان۔ اگر ہماری جماعت اِس بات پر یقین رکھتی ہے کہ یہ نشان خدا نے ظاہر فرمایا ہے تو جماعت کو اِس امر کا بھی یقین کر لینا چاہئے کہ اب دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہونے

والی ہے۔ یا تو شیطان کی طرف سے اسلام پر کوئی شدید حملہ ہونے والا ہے جس کے دفاع کے لئے ہر شخص کو اپنی جان اور اپنا مال قربان کر دینا پڑے گا یا پھر اسلام کی طرف سے عنقریب غیر اسلامی دنیا پر کوئی ایسا شدید حملہ ہونے والا ہے جس میں ہر شخص کو اپنی جان اور اپنا مال قربان کر دینا پڑے گا۔ دونوں صورتیں ایسی ہی جن میں قربانی کرنی پڑے گی، دونوں صورتیں ایسی ہیں جن میں اپنی جانوں اور مالوں کو ایک حقیر چیز کی طرح خدا کی راہ میں پیش کرنا پڑے گا۔ پس ہر احمدی جو آج اِس مجمع میں موجود ہے اُسے سمجھ لینا چاہئے کہ اب دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہو کر رہنے والی ہے یا تو کفر کا اسلام پہ کوئی نیا حملہ ہونے والا ہے اور یا پھر اسلام کا کفر کے قلعہ پر حملہ ہونے والا ہے۔ بیشک آپ لوگوں نے پہلے بھی قربانیاں کی ہیں مگر آئندہ آنے والی قربانیوں کے مقابلہ میں وہ قربانیاں بالکل ہیچ ہو جائیں گی اور وہی شخص اِس امتحان میں کامیاب اُترے گا جو اپنی جان اور اپنے مال، اپنی بیوی اور اپنے بچوں کی قربانی کرنے میں ایک لمحہ کیلئے بھی ہچکچاہٹ سے کام نہیں لے گا۔ وہ ابراہیمؑ کی طرح آگے بڑھے گا اور جس طرح ابراہیمؑ نے خدا کے حکم کے ماتحت اپنے اکلوتے بچّہ کے گلے پر چھری رکھ دی تھی اِسی طرح وہ اپنی ہر خواہش، اپنی ہر عزت، اپنی ہر دولت اور اپنے ہر آرام پر چھری پھیر کر لَبَّیْکَ کہتا ہوا اللہ تعالیٰ کی آواز کی طرف دوڑے گا۔ اُس کی روح آستانۂ الٰہی پر گر جائے گی اُس کا دل ایمان سے پُر ہوگا اور وہ اپنی ہر چیز کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے لئے قربان کر دے گا۔ اُس کی آنکھوں میں سوائے خدا کے اور کسی کا جلوہ نظر نہیں آئے گا۔ اُس کے دل پر سوائے خدا کے اور کسی کی حکومت نہیں ہوگی اور اُس کے کانوں میں سوائے اُس کے مامور اور مرسل کی آواز کے اور کسی کی آواز نہیں آئے گی وہ ایک فرض شناس سپاہی کی طرح کفر کے مقابلہ کے لئے نکلے گا اور اُس وقت تک واپس نہیں آئے گا جب تک کفر کو مٹا نہیں لیتا یا اِس جدوجہد میں اپنے آپ کو ہلاک نہیں کر دیتا۔

پس مَیں نے آج وہ ذمہ داری جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر عائد کی گئی تھی ادا کر دی۔ میں نے جماعت پر بھی حُجّت کر دی اور میں نے ہوشیار پور کے رہنے والوں کو بتا دیا کہ خدا نے اِس مقام کو ایک بہت بڑی عزت بخشی ہے۔ اِس مقام سے اُس نشان کا اعلان ہوا

جسے خدا نے رحمت کا نشان قرار دیا ہے جسے فضل اور احسان کا نشان قرار دیا ہے پس اپنے وعدہ کے مطابق خدا اِس نشان کو لوگوں کے لئے رحمت اور فضل کا ہی موجب رکھے گا جب تک وہ اُس کی رحمت اور فضل کے نشان کو ردّ کر کے ''عالمِ کباب'' ہونے والے نشان کا مطالبہ نہ کریں مگر یہ سب کچھ آپ لوگوں کے اختیار میں ہے۔ آپ کے اختیار میں ہے کہ اگر چاہیں تو اُس کے رحمت اور فضل کے نشان کو اپنی ذات میں دیکھیں اور اگر چاہیں تو اس کے عالمِ کباب ہونے والے نشان کا اپنی ذات میں مشاہدہ کریں۔ خدا تعالیٰ کے مامور جو دنیا کی ہدایت کے لئے آیا کرتے ہیں اُن کے ایک ہاتھ میں تریاق کا پیالہ ہوتا ہے اور اُن کے دوسرے ہاتھ میں زہر کا پیالہ ہوتا ہے اور لوگوں کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ اگر چاہیں تو زہر کا پیالہ پی لیں اور اگر چاہیں تو تریاق کا پیالہ پی لیں۔ پس اپنے عمل سے آپ لوگوں نے رحمت کا نشان دیکھنا ہے اور اپنے عمل سے آپ لوگوں نے اُس کے عالمِ کباب ہونے والے نشان کا مشاہدہ کرنا ہے۔ خدا کے پاس دونوں چیزیں موجود ہیں۔ اس کے پاس موت بھی ہے اور اُس کے پاس حیات بھی ہے مگر کیسا بدبخت ہے وہ انسان جو حی وقیّوم خدا سے موت مانگنے کے لئے تو تیار ہو جاتا ہے مگر زندگی مانگنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو نبیوں سے کہا کرتے ہیں ہمیں کوئی ایسا نشان دکھاؤ جس کے نتیجہ میں اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہلاک ہو جائیں۔ اِن بدبختوں کو یہ کبھی خیال نہیں آتا کہ وہ ہلاکت اور بربادی کا نشان طلب کرنے کی بجائے ہدایت اور رحمت کا نشان کیوں طلب نہیں کرتے حالانکہ رحمت بھی اُس کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جس طرح ہلاکت اُس کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ پس اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشّان نشانِ رحمت سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے نشانات اُسے دکھا دے گا اور اگر وہ ہلاکت اور بربادی کا نشان دیکھنا چاہے تو اُسے یاد رکھنا چاہیئے کہ جس خدا کے پاس حیات ہے اُس خدا کے پاس ہلاکت بھی ہے جب آسمان پر دنیا کی ہلاکت اور بربادی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے تو نہ بادشاہ اُس ہلاکت کو روک سکتے ہیں نہ پارلیمنٹیں اُس ہلاکت کو روک سکتی ہیں، نہ تنظیمیں اُس ہلاکت سے بچ سکتی ہیں نہ جمعیتیں اُس ہلاکت سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔ جب آسمان سے عذاب نازل ہوتا ہے اُس وقت بڑے سے بڑے بادشاہ اُس عذاب کا شکار ہو جاتے ہیں اور

کوئی حکومت اور کوئی سلطنت اور دنیا کی کوئی طاقت اُن کو عذاب سے محفوظ نہیں رکھ سکتی۔لیکن جب رحمت کا نشان نازل ہوتا ہے تو اُس وقت معمولی معمولی کاموں کے حیرت انگیز نشان ظاہر ہوتے ہیں اور برکات اور انوار کا دریا ہر طرف موجیں مارتا دکھائی دیتا ہے۔غرض آج میں نے اپنے فرض کو ادا کر دیا اور میں نے سب لوگوں کو بتا دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئی جو آپ نے اپنے ایک لڑکے کے متعلق فرمائی تھی اور جس میں بتایا تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا میرے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے اور میں ہی آپ کا وہ موعود بیٹا ہوں جس کا اُس اشتہار میں ذکر کیا گیا تھا جو آپ نے ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کو شائع کیا۔

میں اِس پیشگوئی پر زیادہ تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالنا چاہتا تھا مگر چونکہ اب وقت نہیں اِس لئے میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔اب مختلف ملکوں کے نمائندے باری باری تقریریں کریں گے اور بتائیں گے کہ اِس پیشگوئی کے مطابق دنیا کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام میرے ذریعہ سے اور میرے بھیجے ہوئے آدمیوں کے ذریعہ سے ہی پہنچا ہے۔

(حضور کے اِس ارشاد پر مختلف ملکوں کے نمائندوں نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ کس طرح حضرت مصلح موعود کے ذریعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔)

اس کے بعد حضور نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔

اِس وقت مختلف ممالک کے مبلّغین نے آپ لوگوں کو بتایا ہے کہ کس طرح دنیا کے کناروں تک میرے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور احمدیت کا نام پہنچایا۔مغرب کے انتہائی کناروں یعنی شمالی امریکہ وغیرہ سے لے کر مشرق کے انتہائی کناروں یعنی چین اور جاپان وغیرہ تک اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کا نام اور اُس کی تعلیم پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔اِسی طرح ایشیا اور یورپ کے مختلف علاقوں میں اللہ تعالیٰ نے میرے بھیجے ہوئے مبلّغین کے ذریعہ لوگوں کو اسلام اور احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ **"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"**[۱۶] اور ساتھ ہی آپ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس

میں آپ نے فرمایا تھا کہ **"میرا ایک لڑکا ہوگا جو زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا"** جس کے معنے یہ تھے کہ وہ پہلی پیشگوئی جو زمین کے کناروں تک تبلیغ پہنچنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ میرے اس لڑکے کے ذریعہ پوری ہوگی جس نے زمین کے کناروں تک شہرت حاصل کرنی ہے۔

اب ہر شخص غور کر کے دیکھ لے کہ وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا فیصلہ کیا۔ وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے اس تبلیغ کو اِس وقت تک دنیا کے کناروں تک پہنچنے سے روکے رکھا جب تک وہ لڑکا ظاہر نہ ہوگیا۔ اور پھر وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے میرے مبلّغوں کے ذریعہ جاپان سے لے کر شمالی امریکہ تک تمام دنیا میں اِس سلسلہ کو پھیلانا شروع کر دیا بلکہ ہر مُلک کے افراد کو اِس میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اِن میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے مگر اب وہ آپ پر درود اور سلام بھیجتے اور صبح شام آپ کے مدارج کی بلندی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ ہزاروں ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نام تک سے نا آشنا تھے مگر خدا تعالیٰ میرے ذریعہ سے اُن لوگوں کو اپنے آستانہ پر لے آیا۔ صرف خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے تمام روکوں کو دُور کیا اور صرف خدا کا ہی ہاتھ تھا جس نے اپنے کلام کو پورا کرنے کے لئے زمین کے کناروں تک اسلام اور احمدیت کا نام میرے ذریعہ سے پہنچایا۔ پس یہ پیشگوئی جس مقام سے کی گئی تھی اُسی مقام کے سامنے کھڑے ہوکر یہ اعلان آپ لوگوں کے سامنے کر دیا گیا ہے تا کہ آپ لوگ گواہ رہیں کہ خدا کی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اِن تقاریر کے دَوران بعض ایسے ممالک کا بھی ذکر کیا گیا ہے جہاں احمدیوں کو خاص طور پر تکلیفیں دی گئی ہیں چنانچہ بعض ممالک میں ہمارے مبلّغ سنگسار کئے گئے اور بعض ممالک میں حکومتوں نے اُن کو ملک بدر کر دیا۔ مگر مَیں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس جس ملک کی حکومت نے ہمارے مبلّغین کے ساتھ ایسا سلوک کیا تھا خدا نے اُن حکومتوں کو سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑا۔ وہ بڑے بڑے ممالک جن میں ہمارے مبلّغین کے ساتھ سختی کی گئی افغانستان، روس، پولینڈ اور البانیہ ہیں۔ یہ وہ ممالک ہیں جہاں خصوصیت سے احمدیوں کو تکالیف پہنچائی گئیں اور حکومتوں نے یا تو ہمارے آدمیوں کو مار ڈالا یا ان کو اپنے ملک سے نکال دیا۔

پس میں اُن لوگوں کو جو ابھی جماعت میں شامل نہیں توجہ دلاتا ہوں کہ مغرب کے کناروں سے مشرق کے انتہائی کناروں تک ہم اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں ہم لوگ چاہتے ہیں کہ آپ بھی اِس سلسلہ کی حقیقت پر غور کریں اور خدا تعالیٰ کے اُن نشانات سے فائدہ اُٹھائیں جو دنیا میں ظاہر ہو چکے ہیں اور اگر آپ لوگ ابھی اِس سلسلہ کی صداقت پر غور نہیں کر سکتے تو کم سے کم خدا تعالیٰ کا اتنا خوف اپنے دل میں ضرور پیدا کریں کہ جب اِس جماعت کے افراد اسلام کی تبلیغ کے لئے نکلیں تو اُس وقت ان کی مخالفت کرنے سے احتراز کریں اور سمجھ لیں کہ یہ وار اِن پر نہیں خدا کے دین پر ہوگا اور اِس کا نقصان افراد کو نہیں بلکہ مذہب اور اسلام کو ہوگا۔ اسی طرح میں اُن لوگوں سے بھی جو ابھی اسلام کی صداقت کے قائل نہیں کہتا ہوں کہ ہم مبلّغ ہیں تبلیغ ہمارا کام ہے اور یہ کام ہم نے ہمیشہ کرنا ہے خواہ کوئی ہندو ہو، سکھ ہو، عیسائی ہو ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے تبلیغ کریں اور اسلام کی تعلیم اس کے کانوں تک پہنچائیں۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ تبلیغ کرنا صرف ہمارا حق ہے اُن کا بھی حق ہے کہ وہ ہمیں تبلیغ کریں۔ ہمیں اس پر کوئی گلہ نہیں ہوسکتا لیکن اس کے مقابلہ میں یہ ضروری ہے کہ وہ ہماری تبلیغ پر چڑیں نہیں۔ ہم مجبور ہیں کہ ہم نرمی اور پیار اور محبت سے ان کو تبلیغ کریں اور جب ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی مرضی یہی ہے کہ لوگ اس دین کو اختیار کریں تو پھر چاہے لوگ ہمیں ماریں، پیٹیں، گالیاں دیں ہم مجبور ہیں کہ اُن کو اسلام کی تبلیغ کرتے چلے جائیں۔ کسی کا بچہ کنویں میں گر رہا ہو تو دوسرا شخص اُسے دیکھ کر چپ نہیں رہ سکتا۔ کسی جگہ آگ لگ رہی ہو تو کوئی شخص اُس آگ کو دیکھ کر آرام سے بیٹھ نہیں سکتا۔ پھر جب کہ ہم کو بھی اُن سے ویسی ہی محبت ہے جیسے ایک باپ کو اپنے بیٹوں سے ہوتی ہے یا بھائی کو اپنے بھائی سے ہوتی ہے اور جب کہ ہم سمجھتے ہیں کہ جو لوگ اسلام میں داخل نہیں وہ ایک آگ میں گرے ہوئے ہیں تو پھر ہم پورا زور لگائیں گے کہ وہ اس آگ سے بچ جائیں خواہ اِس جدوجہد میں ہماری اپنی جان بھی کیوں نہ چلی جائے۔ پس تبلیغ کے لئے کوشش کرنا ہمارا فرض ہے اور ہم اپنے اِس فرض کو ہمیشہ ادا کرتے رہیں گے لیکن آپ لوگ مت سمجھیں کہ آپ خدا کی تقدیر کو پورا ہونے سے روک سکتے ہیں۔ **خدا کی تقدیر ایک دن پوری ہو کر رہے گی اور یہ سلسلہ تمام زمین پر پھیل جائے گا کوئی نہیں جو اس سلسلہ کو پھیلنے سے روک سکے۔ مَیں آسمان کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں،**

مَیں زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں، میں ہوشیار پور کی ایک ایک اینٹ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ اگر لوگوں کے دل سخت ہوں گے تو فرشتے اُن کو اپنے ہاتھ سے ملیں گے یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں گے اور اُن کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کے سِوا کوئی چارہ نہیں رہے گا۔

میرا اپنا واقعہ ہے جب میں دمشق میں گیا تو عبدالقادر مغربی جو اس علاقہ کی اسلامی تحریکات کی مجلس کے صدر تھے مجھ سے ملنے کے لئے آئے اور باتوں باتوں میں کہنے لگے ہندوستانی لوگ جاہل ہیں وہ اسلام اور قرآن سے ناواقف ہیں اور اِس ناواقفیت سے فائدہ اُٹھا کر آپ نے اُن لوگوں میں اپنے سلسلہ کو پھیلا لیا۔ عرب لوگ قرآن کی بولی جانتے ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ اسلام اور قرآن کیا کہتا ہے اس لئے یہاں اِن عقائد کا ہرگز نام نہ لیں اور یاد رکھیں کہ ایک عرب بھی آپ کے سلسلہ کو قبول نہیں کر سکتا۔ میں نے اُن سے کہا آپ کہتے ہیں کہ ہندوستانی لوگ چونکہ جاہل ہیں اِس لئے اُن میں ہمارا سلسلہ پھیل گیا عرب کا کوئی آدمی ہمارے سلسلہ کو قبول نہیں کر سکتا میں یہاں سے جاتے ہی اپنا مشن بھیجوں گا اور اس وقت تک اِس علاقہ کو نہیں چھوڑوں گا جب تک عربوں میں سے کئی لوگوں کو احمدی نہ بنا لوں۔ چنانچہ میں نے آتے ہی اپنے مبلّغین کو اِس علاقہ میں بھجوا دیا اور اب بڑے بڑے ڈاکٹر، بیرسٹر اور تعلیم یافتہ اشخاص ہمارے سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اور ہزاروں روپیہ وہ اسلام اور احمدیت کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ پس یہ ہو نہیں سکتا کہ دنیا انکار کرے اور انکار کرتی چلی جائے، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جسے خدا نے بھیجا ہے اُس پر لوگ ایمان نہ لائیں مگر مبارک ہیں وہ **جو اَب ایمان لاتے ہیں، مبارک ہیں وہ جو خدا کی آواز کو سنتے اور اُس پر لَبَّیْکَ کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں کیونکہ جو شخص خدا کے مامور کی آواز کو سنتا ہے وہ درحقیقت خدا کی آواز کو سنتا ہے اور جو شخص خدا تعالیٰ کے مامور کی آواز کو ردّ کرتا ہے وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کی آواز کو ردّ کرتا ہے۔ پس بڑی ہی بدقسمتی ہوگی اگر لوگ ایمان نہ لائیں اور خدا کے اس مامور کو قبول نہ کریں جو خدا نے ان کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔**

(اِس کے بعد حضور اس کمرہ میں تشریف لے گئے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

۱۸۸۶ء میں چلہ کشی فرمائی تھی اور قبلہ رُو دوزانو بیٹھ کر اسلام کی ترقی اور اُس کی شان وشوکت کے لئے پُر سوز دُعا کروائی ۔)

(الفضل ۱۹؍فروری ۱۹۵۶ء، و۱۹؍فروری ۱۹۶۰ء)

۱؎ البقرة: ۲۸۷ ۲؎ اٰل عمران: ۵۴ ۳؎ اٰل عمران: ۱۴۸

۴تا۷؎ اٰل عمران: ۱۹۴، ۱۹۵ ۸؎ اٰل عمران: ۹ ۹؎ البقرة: ۱۳۷

۱۰؎ ھینگ ہگنا: پیچش کے مرض میں مبتلا ہونا۔ بیمار پڑا رہنا۔ نہایت کمزور وناتواں ہونا

۱۱؎ تذکرہ صفحہ ۱۳۹۔ ایڈیشن چہارم

۱۲؎ سٹریٹ سیٹلمنٹس (STRAITS SETTLEMENTS) ملایا میں برطانیہ کی سابق شاہی نوآبادی۔ ۱۸۲۶ء سے ۱۸۵۸ء تک برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی نے پینانگ، ملکا اور سنگاپور کو ایک انتظامی جزو کی حیثیت سے سنبھالے رکھا۔ بعد ازاں قلیل مدت کیلئے انڈیا آفس نے انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ۱۸۶۷ء میں یہ نوآبادی قائم اور ۱۹۴۶ء میں ختم کر دی گئی۔ اب سنگاپور ایک الگ کالونی ہے مگر باقی حصے ملایا کے اتحاد میں شامل ہو گئے۔

(اُردو جامع انسائیکلو پیڈیا جلد ا صفحہ ۷۴۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء)

۱۳؎ آئینہ کمالاتِ اسلام جلد ۵ صفحہ ۵۹۶

۱۴؎ تذکرہ صفحہ ۱۰۴۔ ایڈیشن چہارم

۱۵؎ تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۷ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۷

۱۶؎ تذکرہ صفحہ ۳۱۲۔ ایڈیشن چہارم